اردو (لازمی)	نہم 2017ء	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 2 گھنٹے 10 منٹ	(دوسرا گروپ)	کل نمبر: 60

(حصہ اوّل)

سوال 2:- درجِ ذیل نظم وغزل کے اشعار کی تشریح کیجیے (تین اشعار حصہ نظم سے اور دو اشعار حصہ غزل سے): **(10)**

(حصہ نظم)

(i) گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہو گا حق کیسے ادا تیرا

جواب: تشریح:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنے بیٹھیں تو اسے شمار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی نعمتیں عطا کی ہیں مگر انسان ہر قسم کی نعمتوں کے باوجود شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اگر انسان سوچے تو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرے؛ لیکن اللہ تعالیٰ اس انسان کو بھی عطا کرتا ہے' جو اس کی اطاعت و فرماں برداری نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا واجب ہے' مگر جو نعمتیں اللہ نے عطا کی ہیں اور کرتا ہے ان کا شکر چاہ کر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

(ii) تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر
یہی میری حُرمت' یہی آبرو ہے

جواب: جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 2(ii)۔

(iii) ہے لازوال عہدِ خزاں اُس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اُسے برگ و بار سے

جواب: تشریح:

جو شخص اپنے مرکز سے تعلق توڑ لیتا ہے وہ اپنی انفرادی زندگی میں زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں

رہ سکتا۔ اس کی شخصیت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک ٹوٹی ہوئی شاخ کی مثال ہے۔ اقبالؒ نے ''شجر'' کی علامت استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک عظیم درس دیا ہے' اور یہ درس اتحاد کا ہے۔ اُنھوں نے مسلمانوں میں یہ بات بیدار کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنا ہے تو آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو تا کہ کفار کے مذموم عزائم کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکو۔

(iv)
ہر جا بچھا رہا ہے سبزہ ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے

جواب: تشریح:

بارش ہو رہی ہے۔ برسات نے خوب دھومیں مچائی ہوئی ہیں اور بارش کے باعث ہر جگہ سبزے کے بچھونے بچھے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے سبز رنگ کی چادر سی بچھی ہوئی ہے' جس طرف نگاہ اٹھتی ہے سبزہ اپنی بہار دکھا رہا ہے۔

شاعر نظیر اکبر آبادی نے اتنی خوبصورتی سے برسات کی بہار کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ گویا برسات کا موسم سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ برسات میں بادل جھوم کے آتے ہیں تو یہ قدرت کی کرشمہ سازی ہے۔ بارش کے بعد وہ جگہ سر سبز و شاداب محسوس ہوتی ہے' جو برسات سے پہلے خشک ہوتی ہے۔ ہر طرف سبزہ دکھائی دیتا ہے۔ اور قدرت کے کرشمے ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں۔

(حصہ غزل)

(v)
رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

جواب: تشریح:

شاعر حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ میرے محبوب! میں تو تیرے ہی حسن و جمال میں کھویا رہا اور تیری ہی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا رہا ہوں۔ میرے محبوب کا چہرہ نہایت ہی حسین اور بال گھنیرے ہیں۔ میں تو تیری حسن و خوبصورتی میں مگن رہا' لیکن مجھے تیری اس تعریف و توصیف سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کے باوجود میں روتا ہی رہا' کیونکہ مجھے وصالِ یار ہی حاصل نہ

ہوااور میری عمر یوں ہی گزر گئی۔ میں کسی بھی تعمیری کام کا حصہ نہ بن سکا۔ اس شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے رُخ کو دن کے اُجالے سے اور اس کے گیسوؤں کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے چہرے اور گیسوؤں پر ہی قربان ہوتا رہا اور دن رات ان کی یاد میں خود کو رُلاتا رہا۔

(vi) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

جواب: تشریح:

شاعر مرزا غالب اپنے محبوب کے ناز اور اداؤں سے پریشان ہے اور تنگ آ گیا ہے۔ اپنے محبوب کی منتیں کرنے کی بجائے اُس سے گلہ شکوہ شروع کر دیا ہے۔ کہ ہم تو محبوب کی محبت حاصل کرنے کے لیے ہر جتن کر چکے ہیں، لیکن محبوب کو ہماری محبت کی کچھ پرواہ ہی نہیں۔ عاشق ہے کہ محبوب سے اُمیدیں لگائے بیٹھا ہے اور تنگ آ کر کہتا ہے کہ مجھے ان سے وفا کی اُمید ہے، جو وفا کا مطلب تک نہیں جانتے۔

(vii) عُمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

جواب: تشریح:

شاعر چونکہ قید میں ہے، پریشان ہے اور اپنی زندگی کے آخری دن بڑی مفلسی اور بے چارگی میں گزار رہا ہے، لہٰذا اسے دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، پسند نہیں ہے، کیونکہ اس دنیا میں اُس کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی کہ انگریزوں نے اُسے قید کر دیا، اس کے بچوں کو دنیا سے ختم کر دیا۔ وہ بڑی محرومی اور حسرت سے کہتا ہے کہ یہ دنیا ظالم ہے۔ اس زندگی میں انسان اتنی خواہش کر بیٹھتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ اُس کی زندگی مختصر سی ہے۔ جب کوئی خواہش پوری نہیں ہوتی تو موت کا وقت قریب آ جاتا ہے اور انتظار میں زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

(حصہ دوم)

سوال 3:- درجِ ذیل نثر پاروں کی تشریح کیجیے۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیے: **(5,5)**

(الف) باوجودیکہ مرزا کی آمدنی اور مقدور بہت کم تھا، مگر خودداری اور حفظِ وضع کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ شہر کے امرا و عمائد سے برابر کی ملاقات تھی۔ کبھی بازار میں بغیر پالکی یا ہوادار کے نہ نکلتے تھے۔ عمائدِ شہر میں سے جو لوگ ان کے مکان پر آتے تھے، یہ بھی ان کے مکان پر ضرور جاتے۔

جواب: سبق کا عنوان: مرزا غالب کے عادات و خصائل

مصنف کا نام: الطاف حسین حالی

مشکل الفاظ کے معانی:

مقدور: بساط، حیثیت — وضع: شکل، صورت، طور طریق

امرا: دولت مند لوگ — پالکی: ڈولی

تشریح:

اگرچہ مرزا غالب کی آمدنی بہت تھوڑی تھی اور ان کی بساط بھی کچھ زیادہ نہ تھی، مگر اس کے باوجود وہ خودداری اور وضع داری کا خیال رکھتے تھے۔ وہ شہر کے دولت منداور معززین سے ملاقاتیں کرتے تھے اور جب بھی بازار کے لیے نکلتے تو ڈولی اور ہوادار کے بغیر نہ نکلتے تھے۔ معززینِ شہر میں سے جو بھی لوگ ان کے گھر ان سے ملنے کے لیے آتے تھے تو کبھی بھی ایسا نہ ہوا تھا کہ مرزا صاحب ان سے ملنے ان کے گھر نہ گئے ہوں۔

(ب) یہ بنگلہ کم و بیش دو ایکڑ قطعہ زمین میں واقع تھا، یعنی قسامِ ازل نے ہی اسے خاصا شاہانہ طول و عرض بخشا تھا۔ عمارت کے سامنے وسیع چمن تھا جس کے حاشیے پر مہندی کی گہری سبز باڑ کے سر بریدہ نیزوں اونچے سرو اور سفیدے کے پیڑ لہلہاتے تھے۔

جواب: مصنف کا نام: کرنل محمد خان — سبق کا عنوان: قدرِ ایاز

مشکل الفاظ کے معانی:

قسّامِ ازل: اللہ تعالیٰ، ہمیشہ سے رہنے والا **طول وعرض:** بہت وسیع، لمبائی چوڑائی

چمن: باغ **پیڑ:** درخت

تشریح:

یہ بنگلہ تقریباً دو ایکڑ زمین پر مشتمل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہوں کے محلوں جیسی وسعت عطا کی تھی۔ عمارت کے سامنے ایک باغ تھا۔ جس کے کناروں پر سبز رنگ کی باڑ، نیزوں کی طرح اونچے سرو اور سفیدے کے درخت جھومتے تھے۔ باغ میں ہر طرف سرخ اور سفید گلاب کے پودے تھے۔ مختصر یہ کہ ہمارے بنگلے کا انداز ہر لحاظ سے امیرانہ تھا۔ اس کے مقابلے میں ہماری حیثیت اور دولت کم تر تھی۔ پھر بھی ہم نے اس بنگلے کی شان کے مطابق ہر کمرے میں قالین یا دری کا انتظام کر لیا تھا۔

سوال 4:- درجِ ذیل میں سے کوئی سے پانچ سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: **(10)**

(i) قوم کی بہتری کیسے ممکن ہے؟

جواب: جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا' اُس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی کچھ توقع نہیں۔ قوم کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لائیں اور خود کو کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں لازمی طور پر مصروف رکھیں تاکہ ہم کو اپنی تمام ضروریات کے انجام کی فکر اور مستعدی رہے اور ہماری اندرونی قوتیں اور صلاحیتیں بے کار نہ رہیں' بلکہ کام میں لائی جاسکیں۔

(ii) اکثر لوگ غالب کو کس طرح کے خط بھیجتے تھے؟

جواب: لوگ غالب کو اکثر بیرنگ خط بھیجتے تھے' مگر ان کو ناگوار نہ گزرتا تھا۔

(iii) شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے کیا کہا؟

جواب: شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے بہت تعریف کی۔ اس شعر کو بار بار پڑھوایا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت سے اُن ہی دنوں لڑکا جل کر مر گیا۔

(iv) بیدارا نے سلیم کو جگا کر کیا پیغام دیا؟

جواب: بیدارا نے سلیم سے کہا کہ "صاحب زادے اُٹھیے! بالا خانے پر میاں صاحب آپ کو بلا

رہے ہیں۔"

(v) بلبل بہت سے موسیقاروں سے کیوں بہتر ہے؟

جواب: بلبل بہت سے موسیقاروں سے اس لیے بہتر ہے کہ ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سُری ہو جائے تو بہانے نہیں بناتی کہ ساز والے نکمے ہیں یا گلا خراب ہے۔

(vi) سلیم میاں کا مشغلہ کیا تھا؟

جواب: سلیم میاں جو ابھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے، دوسرے کرنیل زادوں کی طرح اور ان کے ہمراہ بے فکری سے بیڈمنٹن کھیلتے اور سرِ شام ہی دوستوں کے ساتھ ٹیلی ویژن کے سامنے جم جاتے۔ اس دوران ان کا بوڑھا ملازم علی بخش ان کی تواضع کے لیے کمرے میں خاموشی سے داخل اور خارج ہوتا رہتا۔

(vii) شاعر اپنی حرمت و آبرو کس بات میں خیال کرتا ہے؟

جواب: شاعر اپنی حرمت اس بات میں خیال کرتا ہے کہ وہ اس دنیا سے جانے کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کے راستے کی خاک بن کر آپ ﷺ کے قدم چومے۔

(viii) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی پرونے کا کام کرتا ہے یعنی وہ اپنے محبوب کی صفات کو بیان کرتا ہے۔

سوال 5-: کسی ایک سبق کا خلاصہ لکھیے: (الف) نصوح اور سلیم کی گفتگو (ب) پنچایت **(5)**

جواب:

(الف) نصوح اور سلیم کی گفتگو

نصوح نے جب خواب میں اپنے مرنے کے بعد عاقبت کے دل ہلا دینے والے مناظر دیکھے تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ خواب سے بیدار ہوا تو اسے اپنی اور اپنے خاندان کی بے مقصد زندگی پر بہت افسوس ہوا۔ اس نے گذشتہ زندگی کی تلافی کرنے کا عزم کیا اور اپنی بیوی فہمیدہ کو خاندان کی اصلاح کے لیے اپنا مددگار بنایا۔ اسی سلسلے میں ایک دن اس نے اپنے بیٹے سلیم کو بالا خانے پر صبح کے وقت بیدارا کے ذریعے بلا بھیجا۔ باپ کے طلب کرنے پر سلیم پریشان ہو گیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ آج سے پہلے کبھی بھی اپنے باپ کے سامنے نہ گیا تھا۔ سلیم نے اپنی ماں سے ساتھ چلنے کو کہا، مگر اُس کی ماں نے یہ کہہ کر جانے سے انکار کر دیا کہ میری گود میں بچی سوئی ہوئی ہے۔ سلیم ڈرتے

ڈرتے ڈرتے خود ہی اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور سلام کرنے کے بعد ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ باپ نے اُسے پیار سے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہے آج تم مدرسے کیوں نہیں گئے ہو۔ اس پر سلیم نے جواب دیا: بس چلا جاتا ہوں، ابھی کوئی گھنٹے بھر کی دیر ہے۔ پھر باپ نے پوچھا تم تنہا مدرسے جاتے ہو یا اپنے بھائی کے ہمراہ جاتے ہو؟ اس پر سلیم نے جواب دیا ”کبھی کبھار تو بھائی جان کے ساتھ چلا جاتا ہوں ورنہ اکیلا ہی جاتا ہوں۔“ باپ نے اکیلے مدرسے جانے کی وجہ جاننا چاہی تو سلیم بولا کہ چھوٹے بھائی جان کے امتحان کے دن قریب ہیں اور وہ تیاری کے لیے اپنے ہم جماعت کے گھر چلے جاتے ہیں اور اگر اُن کو وہاں سے دیر ہو جائے تو پھر وہ وہاں سے سیدھا گھر آنے کی بجائے مدرسہ کا رُخ کرتے ہیں۔ باپ نے سلیم سے پوچھا کہ وہ اپنے گھر کو چھوڑ کر اپنے دوست کے ہاں امتحان کی تیاری کے لیے کیوں جاتا ہے۔ اس پر سلیم نے جواب دیا کہ گھر میں بڑے بھائی کے پاس ہر وقت شطرنج اور گنجفہ ہونے کی وجہ سے اس کے لیے اطمینان سے بیٹھ کر پڑھائی کرنا ممکن نہیں۔ باپ نے سلیم سے پوچھا کیا تمھیں بھی شطرنج اور گنجفہ سے لگاؤ ہے؟ سلیم بولا مجھے ایسے کھیل بالکل بھی نہیں پسند، بلکہ میں تو ہر طرح کے کھیل کو ناپسند کرتا ہوں۔ باپ نے ناپسندیدگی کی وجہ پوچھتے ہوئے کہا ”جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو کھیلوں کے بہت سودائی تھے پھر اچانک یہ بے التفاتی کیوں۔ سلیم بولا: آپ کی بات بالکل درست ہے، مگر اب مجھے ہر طرح کے کھیلوں سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔ باپ نے وجہ پوچھی تو سلیم بولا کہ ”ہمارے محلے میں چار لڑکے رہتے ہیں۔ یہ چاروں آپس میں بھائی ہیں ان میں لڑنا جھگڑنا، گالی گلوچ کرنا، جھوٹ بولنا اور کسی سے بدتمیزی کرنا جیسی کوئی بھی بُری عادات نہیں ہیں۔ مدرسے میں جب دوسرے سب لڑکے آدھی چھٹی کے وقت کھیل کودنے میں مصروف ہوتے ہیں یہ چاروں بھائی قریبی مسجد میں نماز ادا کرنے چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے منجھلا لڑکا میرا دوست ہے، ہم دونوں ہم جماعت بھی ہیں۔ ایک روز جب مجھے سبق یاد نہ تھا تو مجھے مولوی صاحب سے کافی ڈانٹ پڑی تھی اور انھوں نے مجھے اُس کے گھر جا کر سبق یاد کرنے کا کہا تھا۔ جب میں اگلے روز اُن کے گھر گیا تو میری نظر تخت پر بیٹھی ایک بوڑھی عورت پر پڑی۔ یہ عورت ان چاروں بھائیوں کی نانی تھیں۔ میں ان کو نظر انداز کر کے اپنے دوست کے پاس چلا گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا: اگرچہ تم نے مجھے سلام نہیں کیا،

مگر میں پھر بھی تم کو دُعا ضرور دوں گی۔ جیتو رہو، عمر دراز ہو، اللہ تمھیں نیک ہدایت دے۔ اُن کے اس طرح کہنے پر مجھے بڑی شرم آئی۔ میں نے اٹھ کر ان کو سلام کیا تو وہ بولیں: بیٹا میں تمھیں نہ ٹوکتی، مگر چونکہ تم میرے نواسوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہو تو اس ناطے سے تمھاری اصلاح کرنا میرا فرض ہے اور اچھے لوگوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ جب بھی اپنے سے بڑے سے ملتے ہیں تو اس کو سلام کہتے ہیں۔ اس کے بعد بہت اصرار کر کے انھوں نے مجھے مٹھائی کھلائی اور بعد میں جب بھی میں ان کے گھر گیا تو انھوں نے اپنے نواسوں کی طرح مجھے پیار کیا اور میری اخلاقی تربیت کی اور انھی کی اس تربیت کی وجہ سے کھیلوں سے میرا دل اُچاٹ ہو گیا۔''

جواب: **(ب) پنچایت**

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (پہلا گروپ)، سوال نمبر 5 (ب)۔

سوال: **6-** نظم ''پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ'' کا مرکزی خیال/خلاصہ لکھیے اور شاعر کا نام بھی لکھیے۔ (5)

جواب: **شاعر کا نام:** علامہ محمد اقبالؒ

مرکزی خیال:

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ فرد کی ہستی تنہا کچھ نہیں۔ اس کی فلاح اور ترقی قوم سے وابستہ ہے۔ اگر فرد یا مسلمان، قوم یا ملت سے علیحدہ ہو جائے تو اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح شاخ کٹ کے سرسبز نہیں رہ سکتی اسی طرح ایک فرد بھی اپنی ملت سے جدا ہو کر اپنی پہچان کھو بیٹھتا ہے۔ فرد کی کامیابی و کامرانی ملت سے وابستگی میں ہے۔

خلاصہ:

علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ خزاں کے موسم میں جو شاخ درخت سے ٹوٹ کر الگ ہو جاتی ہے وہ موسمِ بہار کی بارش سے سرسبز نہیں ہو سکتی۔ اس پر ہمیشہ خزاں ہی طاری رہتی ہے۔ پھر کبھی اس پر پتے لگتے ہیں نہ پھل۔ مسلم قوم زوال پذیر ہے۔ تو قانونِ فطرت سے ناآشنا ہے اس لیے ٹوٹی

ہوئی شاخ سے سبق حاصل کر اپنی ملت کے ساتھ منسلک رہ تا کہ جب ملت پر بہار آئے تو بہار کے فیض سے لطف اٹھا سکے۔

سوال :7- اپنے چھوٹے بھائی کے نام خط تحریر کیجیے جس میں تعلیمی کارکردگی بہتر کرنے کی نصیحت کیجیے۔ (10)

: 25۔سیٹلائیٹ ٹاؤن' ڈیرہ غازی خان

21 جنوری 2017ء

نوید میاں! السلام علیکم۔

آپ کا خط آیا' پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ اب صحت یاب ہو گئے ہیں۔ ابو جان کا مکتوب بھی موصول ہوا کہ نوید کو تعلیمی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دل لگا کر پڑھتے لکھتے نہیں اور ایسے دوست پیدا کر رکھے ہیں جو شریف کم اور آوارہ زیادہ ہیں۔ یاد رکھیے ایسے دوستوں کی صحبت تعلیم میں ناکامی اور اخلاق میں پستی کا موجب ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو سنبھالو' خوب محنت کرو اور پاکیزہ اخلاق سیکھو تا کہ نہ صرف آپ ذلت و رسوائی سے بچ جاؤ' بلکہ آپ کے بزرگوں پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

نوید! آپ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ مجھے حق پہنچتا ہے کہ آپ کو سزا دوں' مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ اب ایسے دوستوں کو سلام کرو اور پڑھنے لکھنے میں پوری توجہ صرف کرو۔ امتحان سر پر ہے۔ نہ پڑھو گے' محنت نہیں کرو گے تو فیل ہو کر ناک کٹواؤ گے۔ خاندان کے نام پر حرف آئے گا۔ دوستوں میں کیا عزت رہ جائے گی۔ ماں باپ کو کتنی کوفت ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ ایسی شکایت نہیں آئے گی اور آپ خود اپنی عزت کا پاس کریں گے۔ زیادہ دعا۔

آپ کا بھائی

رانا علی رضا

یا

ہیلتھ آفیسر کے نام محلے کی صفائی کے لیے درخواست لکھیے۔

: بخدمت جناب ہیلتھ آفیسر صاحب، جھنگ کارپوریشن

جنابِ عالیٰ!

گزارش ہے کہ ہمارے محلے میں خاک روبوں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔ ہر گلی اور کوچے میں غلاظت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ بدبو کے بھبوکے اٹھ رہے ہیں۔ محلے پر بدبو کا تسلط ہے۔ اس پر مزید یہ کہ موسمِ برسات آ رہا ہے، جو گندی گلیوں اور محلوں میں بیماریاں پھیلا دیا کرتا ہے۔ ہیضہ تو اس موسم کی محبوب بیماری ہے۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ محلے سے غلاظت اٹھوا کر صفائی کا انتظام فرمائیں اور اہلِ محلّہ کو بیماریوں کے ہجوم سے بچائیں۔ زیادہ آداب۔

عین نوازش ہوگی!

العارض

فیضان اظہر

خضری محلّہ جھنگ

مورخہ 8 اکتوبر 2017ء

:8- ''ہرنی کی دعا'' کے عنوان پر کہانی تحریر کیجیے۔ (5)

جواب: **''ہرنی کی دعا''**

شام قریب تھی، سبکتگین اپنے فرائض سے فارغ ہوا، گھوڑے کو لگام دی اور اچک کر سوار ہو گیا۔ شہر سے نکلا، جنگل کی ٹھنڈی ہوا لگی، دماغ تازہ ہوا، گھوڑے کو ایڑی لگائی اور جنگل میں داخل ہو گیا۔ ہر طرف گھوڑا دوڑایا، مگر کوئی شکار نظر نہ آیا۔ مغرب کی طرف دیکھا تو سورج کو غروب ہوتے پایا۔ فوراً شہر کی طرف باگ موڑی اور آہستہ آہستہ جنگل کو طے کرنے لگا۔

ناگہاں سبکتگین کی نظر ایک ہرنی پر پڑی جو اپنے چھوٹے سے بچے کو کھلا رہی تھی۔ شکاری جب شکار دیکھ لیتا ہے تو صبر اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

سبکتگین نے گھوڑے کو اشارہ کیا۔ وہ سدھایا ہوا جانور، اپنے مالک کے اشارے پر اچھلا اور ہرنی کی طرف چل پڑا۔ ہرنی نے شکاری کو دیکھا تو بچے کو ساتھ لے کر بھاگی۔ خود تو بھاگ گئی، مگر

بچہ وہیں رہ گیا۔ یہ ابھی چند دن کا تھا' اس کی ٹانگیں کمزور تھیں۔

سبکتگین نے سوچا۔ خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ اس بچے کو پکڑ لیا جائے۔ چنانچہ وہ گھوڑے سے نیچے اترا' بچے کو پکڑا' اس کی ٹانگیں باندھیں اور گھوڑے پر رکھ کر سوار ہو گیا۔

گھوڑا شہر کے قریب آن پہنچا۔ سبکتگین کو ایک سوگوار سی آواز سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا' ہرنی اپنے بچے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔

ماں کی یہ محبت دیکھ کر سبکتگین کا دل پسیجا۔ شاید اسے اپنی ماں سے بچھڑنے کا وقت یاد آ گیا۔ اس نے گھوڑا روکا' ہرنی کے بچے کی ٹانگیں کھولیں اور اسے زمین پر ڈال دیا۔ بچہ دوڑا اور اپنی ماں سے جا ملا۔ ماں اسے چاٹ رہی تھی' پیار کر رہی تھی اور کبھی کبھی سبکتگین کی طرف دیکھ کر آسمان کی طرف منہ اٹھاتی' جیسے دعا مانگ رہی ہو۔

سبکتگین نے کچھ دیر یہ نظارہ دیکھا۔ پھر اندھیرے کو ہر طرف سے بڑھتے پایا۔ سورج کبھی کا غائب ہو چکا تھا۔ اس نے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور جلد ہی شہر میں داخل ہو کر اپنے گھر پہنچ گیا۔

رات نے پَر پھیلا دیے۔ سارا شہر اندھیرے میں ڈوب گیا۔ دن بھر کا تھکا ہارا سبکتگین بھی اپنے بستر پر نیند کے مزے لے رہا تھا کہ ایک بزرگ خواب میں آئے۔ سبکتگین کو دیکھا' السلام علیکم کہا اور بتایا کہ سبکتگین ہرنی کی دعا قبول ہوئی' اب تو اور تیری اولاد ایک مدت تک غزنی پر حکومت کریں گے۔

بزرگ یہ خوشخبری سنا کر چلا گیا تو سبکتگین کی آنکھ کھل گئی۔ خواب کے واقعے پر غور کیا' مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ وہ اس خواب کو بھول جانا چاہتا تھا' مگر بھول نہ سکا۔ آخر وہ دن آ گیا کہ الپتگین حاکمِ غزنی فوت ہوا اور سبکتگین کے سر تاج رکھ کر غزنی کا بادشاہ بنا دیا گیا۔

نتیجہ و اخلاقی سبق: ''ہمدردی عبادت کی روح ہے۔''

یا

مریض اور طبیب کے درمیان مکالمہ تحریر کیجیے۔

جواب : جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (دوسرا گروپ)' سوال نمبر 8 (ب)۔

سوال 9:- درجِ ذیل جملوں کی دُرستی کیجیے: (5)

(i) میں نے کتاب پڑھنا ہے۔

دُرست: میں نے کتاب پڑھنی ہے۔

(ii) کمر کو باندھا۔

دُرست: کمر باندھنا۔

(iii) طارق نے اخبار خریدی۔

دُرست: طارق نے اخبار خریدا۔

(iv) خدمت سے برکت ہے۔

دُرست: خدمت سے عظمت ہے۔

(v) ماروں گھٹنا پھوٹے ناک۔

دُرست: ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

یا

درجِ ذیل جملوں کی تکمیل کیجیے:

(i) بلی کے بھاگوں۔۔۔۔

مکمل: بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔

(ii) ڈوبتے کو تنکے کا۔۔۔۔

مکمل: ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

(iii) رات گئی۔۔۔۔

مکمل: رات گئی بات گئی۔

(iv) زبانِ خلق کو۔۔۔۔

مکمل: زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھیے۔

(v) فقیر کی صورت۔۔۔۔

مکمل: فقیر کی صورت سوال ہے۔